www.wilayattimes.com
اشاعت کا دوسرا سال

ہفت روزہ ولایت ٹائمز سرینگر

WILAYAT TIMES

الله کی ولایت مومنین اور متقین پر ھے وہ انھیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ھے

جلد:3 ☆ شمارہ نمبر:19 ☆ تاریخ:14 اگست تا20 اگست 2017ء بمطابق 21 ذی القعدہ تا27 ذی القعدہ 1438ھ ☆ صفحات:8

کشمیر
کی خصوصی حیثیت خطرے میں۔۔۔
جملہ قیادت میں ھلچل؟

۴ متحد ہونے کی ضرورت

۴ دفاع نہ کرنا آئین کی توھین

۵ سیدحسین بدر الدین یمنی کون تھے؟

www.wilayattimes.com

ولایت ٹائمز WILAYAT TIMES www.wilayattimes.com

14th August 2017 to 20th August 2017

قرآنی فرہنگ کی ترویج میں ترقی کا راز پوشیدہ

جمہوریہ اسلامی سے بہترین نمونہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

جاوید حسن دلنوی بارہ مولا کشمیر

جمہوری اسلامی ایران کا خاصا ہے کہ یہاں پر ولایت فقیہ کا نظام آفتاب کی طرح درخشان ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سی وہ چیزیں یہاں پر اس نظام کی برکت سے آسان ہوگئی ہیں جس کو لاگو کرنے میں باقی ماندہ اسلامی دنیا زمین آسمان ایک کر کے بھی ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔یعنی وہ قرآنی اور اسلامی افکار و فرہنگ جس کے اجرا کرنے میں رسولؐ اور ان کے اہلبیتؑ نے کافی مشقتیں کیں ہیں۔

رسول(ص) واہلبیت رسول(ع) نے خود کو زحمتوں میں ڈال کے دین اسلام کو سربلند کیا ہے اور اللہ کی رضا کو ہر وقت مقدم رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ آج آپ دنیا میں اسلام کا بول بالا دیکھتے ہیں اور انشاءاللہ اسلام کا ہی آخر پر غلبہ ہوگا۔آپ خود اپنی زندگیوں میں ملاحضہ کر رہے ہیں کہ اگر چہ یورپ اور امریکہ میں دنیا کی تمام تر سہولیات میسر موجود ہیں تاہم وہاں پر انسان خوش نہیں ہیں اور روز افزوں خودکشی کر رہے ہیں۔اور سکون اور چین کی زندگی تلاش کر رہے ہیں بعض لوگ اسلام کی جانب متوجہ ہو رہے ہیں اور سعی و تلاش کر کے انہیں حقیقی طور پر وہ مل جاتا ہیں جنکی طبعی طور پر ایک انسان کو تلاش ہوتی ہیں اور وہ یوں اسلام کو قبول کر کے مسلمان ہو جاتے ہین۔ جہاں تک اسلامی فرہنگ کا تعلق ہے وہ یہ کی ہادیان اسلام نے روز اول سے یہ کوشش کی ہیں کہ دینا میں اسلام کا بال بالا ہو جائے اور تمام دنیا میں اسلامی فرہنگ کا اثر نفوز ہو جائے۔یہی وجہ ہے کہ فرہنگی جنگ کو سب سے بڑا جنگ تصور کیا جاتا ہے۔اور آج بھی دنیا مین فرہنگ جنگ کے عروج پے کھڑی ہیں۔فرہنگی جنگ یعنی نرم جنگ یعنی سافٹ وار،نرم جنگ اسے اس لئے کہا جا رہا ہے کیونکہ اس جنگ میں انسان کے وجود یعنی روح پر ضرب لگائی جاتی ہیں۔روح کو مجروح کیا جاتا ہے،یہ جنگ یورپ نے شروع کی ہیں اور اس جنگ کا خاتمہ یورپ میں ہی ہوگا،وہ یہ کہ یورپ نے نرم جنگ کے حوالے سے بہت بڑا کام کیا ہے، یورپ نے اس حوالے سے کافی سارے نرم افزار بنائے ہیں مثال کے طور پر فیس بک،انسٹراگرام،ٹیلیگرام،ٹیوٹر،وٹس اپ وغیرہ وغیرہ جیسے ایسے مضر چیزیں ایجاد کی ہیں جو براہ راست انسان کے روح پر وار کرتے ہیں اور خدا سے دور کر کے شیطان سے نزدیک تر کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے یورپ کے بیشتر جوان تباہی کے دہانے پر پہنچ گئے اور کئی جوان خودسوزی کرتے ہیں جس کی بنیادی وجہ علم نفسیات یہ گردانتے ہین کہ یورپ میں خاندانی سسٹم کا وجود ختم ہوتا جاتا ہے اور آزادی کے نام پر بے حیائی کے اڈے کھول کے یورپ نے خود کے پیر پر کلہاڑی ماردی ہیں۔خاندان کی بربادی کی وجہ سے باپ اپنے بیٹے سے بیٹا اپنے باپ سے اور ماں اپنی بیٹی سے اور بیٹی اپنی ماں سے کوسوں دور چلی گئی ہیں اور تاریکی اور ظلمات کی زندگی میں غرق ہو گئے ہیں۔جمہوری اسلامی ایران نے اس حوالے سے کافی سارے کام اور انجام دئے ہیں اور دے رہا ہیں۔اس نرم جنگ کے مدمقابل ایران کے دفاعی نظام کافی قوی اور مظبوط ہیں۔انقلاب سے پہلے ایران میں مسلمان تو تھے لیکن مغربی کلچر کے بے حد عادی ہو چکے تھے،اور اب فاحشات اور عریانیت میں تو مغرب سے بھی دو قدم آگے جا چکے تھے۔امام خمینیؒ نے جوں ہی انقلاب برپا کیا سب سے پہلا قدم میں انہوں نے اسلامی فرہنگ کو اجاگر کرنے کی بات کی اور خواتین کو چادر پہننے کی دعوت دی،جو جو فرہنگی اعتبار سے امام کا کامیاب قدم مانا جاتا ہے۔جو خواتین فاحشات میں غرق تھی انہوں نے یک دم اس کام کو قبول کیا۔اگر چہ بہت سارے عیش پرست اس عمل کو قبول کرنے سے گھبرا گئے اور دلبرداشتہ ہو کر یورپ اور امریکہ چلے گئے۔امام خمینیؒ نے خواتین کو وہ سارے حقوق دے دئے جو انہیں اسلام کی جانب سے دئے گئے ہیں،امام نے فرمایا کہ ایک خاتون ہر میدان میں کام کر سکتی ہیں خواہ وہ سیاست کا میدان ہو یا ٹیکنالوجی یا علمی اور سائنسی میدان ہو لیکن ان کے شرائط بھی ساتھ میں امامؒ نے بیان کئے انہیں یہ کہ پردے میں اور حیا کے دائرے میں انجام دیں گے تو شرعی طور پر ان امور کا انجام دینے میں کوئی بھی قباحت نہیں ہیں۔ایران نے قرآن مجید پر کافی کام ہو چکا ہے اور اسکے عنوانات پر کافی پیشرفت کر رہے ہیں۔اندرونی اور بیرونی دونوں طرح سے قرآن پر کام ہو رہا ہے۔ایک مرکزی ادارہ دارالقرآن کے نام سے تشکیل دیا گیا ہے جس کے تحت ملک بھر اور دنیا کے مختلف حصوں میں قرآنی سنٹر جگہ جگہ بنائے گئے ہیں۔ بین الاقوامی سیمینار ہر سال بڑے پیانے پے یہاں پر منعقد کئے جاتے ہیں۔جس میں ایران ہی پہلے نمبر پر پچھلے پانچ سال سے لگاتار براجمان ہیں جبکہ اسے پہلے مصر کے قاری پہلے نمبر پر اپنی ساخت بنائے ہوئے تھے۔اسے پتا چلتا ہے کہ ایران نے کس قدر قرآنی دنیا میں پیشرفت کی ہیں۔ایک روز پاکستان کے معروف سکالر مرحوم ڈاکٹر اسرار احمد جو پاکستان میں قرآنی علوم کے ماہر مانے جاتے ہیں اور پاکستان میں قرآن سے منسوب ایک بڑے ادارے کے بانی کار بھی تھے کہ جب ایران آئے تو انہیں یہاں کے امام جعفر صادق قرآنک انسٹیچوٹ میں دعوت دی گئی کہ انہوں قرآن سے متعلق وہ کام دیکھے کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا تھا اور پاکستان میں اپنے کام کو اس کے مقابلے میں سورج کو شمع دکھانے کے مترادف محسوس کیا اور بعد میں مرحوم نے اپنی ایک کتاب میں اس بات کا انکشاف کیا کہ دنیا میں ایران وہ واحد ملک ہیں جنہوں نے قرآن مجید کے بہت سارے موضوعات پر کام کیا ہیں،۔قرآن مجید پر اتنا کام ہونے کے بعد ظاہری بات ہے کہ اس پر یہاں کے لوگوں پر براہ راست اثر پڑنا ہی تو ہیں،خواتین ہو یا بچے،جوان ہوں یا بوڑھے ہر طبقے پر ان کی زندگیوں پر اثر پڑ گیا ہے۔میڈیا کا بھی اس حوالے سے کا اہم رول ہیں کہ انہوں نے قرآن شناسی پر بہت ہی اچھا رول ادا کیا ہے۔اور خاص طور پر قرآن کا زیادہ اثر یہاں کے بچوں پر بہت زیادہ پڑ چکا ہیں۔کئی سارے بچے حافظ کلام اللہ ہیں اور حفظ پر یہاں پر ایک اچھا خاصا کام کیا جا رہا ہیں،بس میں چڑے گے تو ایک جگہ پر خوبصورت خط میں آپ قرآنی آیت کو دیکھ سکتے ہیں۔سفر کا آغاز یہ لوگ دور شریف سے کرتے ہیں اور سیٹ پر خود بیٹھنے کے بجائے دوسرے کو بیٹھنے کی دعوت دیتے ہیں۔یوں ایرانیوں کے روزانہ کلام میں میں ذکر خدا اور دعائے خیر کا بول بالا ہے،جیسے بارک اللہ،خدارا شکر ،بفرمائید(پہلے آپ وغیرہ)، نوش جان، خدا نگہداد، استغفر اللہ،العفو،قربانت(میں آپ پر قربان)،سلامت باشید (سلامت رہو)وغیرہ جیسے ایک اسلامی فرہنگی الفاظ ہیں کہ دل کو راحت ہوتی ہیں اور ایک انسان امن اور سلامت کا احساس کرتا ہے،اسلام کا ایک اور مظبوط اور قوی ترین فرہنگ مسجد کے عنوان سے ہیں جس میں ایران نے کافی پیشرفت کی ہیں۔ایران وہ واحد ملک ہیں جس نے مسجدوں کو فقط عبادت کے لئے وقف نہیں رکھا ہے بلکہ مسجدوں کو یہاں پر اسلامی نرم جنگ کا ایک بہترین اور دفاعی ابزار کے طور پر مانا جاتا ہے۔حقیقت بھی یہی ہیں کہ صدر اسلام مین رسول اللہ(ص) نے مسجدوں کو فقط عبادت کے لئے نہیں رکھا ہیں بلکہ اسے بنیادی فرہنگی مورچے کے طور پر استعمال میں لایا گیا۔اس میں جنگی اور دفاعی امور مسجد میں ہی انجام دئے جاتے تھے اور سیاست کا بہترین پلیٹ فارم مسجدیں ہی ہوا کرتیں تھیں۔ جمہوری اسلامی ایران نے بھی اسی اسلامی روش کو اپنا کر ولایت فقیہ کے نظام کو استحکام بخشا ہے۔حتیٰ کہ یہاں پر پولنگ بوتھس میں بھی بیشتر مساجد استعمال میں لائی جاتی ہیں،اس میں شک کرنے اور احتیاط برتنے کی بات نہیں ہیں،اگر اسلام زندہ ہیں تو ہی تو آپ مسجد میں نماز پڑ سکتے ہیں اگر نہیں تو دشمن ان مسجدوں کو غیر اسلامی اور غیر شرعی فرہنگ میں تبدیل کرے گا۔جس طرح سے کعبے میں بت رکھے گئے تھے اور ان بتوں سے کعبے کو آزاد کرنے کے لئے رسول اللہ(ص) کو بہت سارے انسانی جانے نچھاور کرنی پڑی۔یہ اور بات ہے کہ آج پھر سے کعبہ بتوں کے حصار میں کھڑا ہے۔آج کے بت آل سعود کی شکل میں ہیں جو ان بتوں سے بہت زیادہ خطرناک ہیں جو کعبے کو بجائے اس کے کہ اسلام کے لئے استعمال میں لاتے خود کے لئے استعمال کرتے ہیں اور بہت ساری دولت کعبے کے ذریعے سے حاصل کرتے ہیں۔حج ایک سیاسی پلیٹ فارم ہیں نہ کہ خالص سنت کو عمل میں لانے کا نام ہیں۔حضرت ابراہیم(ع) نے باطل سے مبارزہ کر کے خانہ کعبہ کو آزاد کیا ہے۔بتوں کو توڑا ہے۔آج کل حج کا موسم ہیں اور مسلمان حج ادا کرنے کی تیاری میں لگے ہیں،لیکن واحد ایران ہے جنہوں نے حج کو ایک بڑے سیاسی پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کرنے کی بات کی ہیں ایران نے ہمیشہ کہا ہے کہ حج سے بڑا اسلامی فرہنگ ہیں جسے باطل کو دبوچا جا سکتا ہیں اور اسلامی نظام کو عروج دیا جا سکتا ہیں اور دنیا کے تمام مظلومین خصوصاً فلسطین کے مظلوموں کو اسرائیل کے ظلم و ستم سے آزاد کیا جا سکتا ہین۔لیکن آل سعود جو ایک ایسی خاندانی رژیم ہیں جنہوں نے اپنے عیش پرستی کو محفوظ کرنے کے لیے اسرائیل اور امریکہ جیسے شیطانی قوتوں کے ساتھ ہاتھ ملایا ہوا ہیں۔(ولایت ٹائمز ڈاٹ کام)

ولایت ٹائمز
www.wilayattimes.com
14th August 2017 to
20th August 2017

کشمیر کی خصوصی حیثیت خطرے میں۔۔۔جملہ قیادت میں ہلچل؟

> اسی طرح دفعہ 35A کے مطابق ریاست جموں کشمیر میں صرف ریاستی باشندے مستقل سکونت اختیار کرسکتے ہیں غیر ریاستی باشندے جموں کشمیر میں نہ تو جائیداد بنا سکتے ہیں نہ وہاں ووٹ دے سکتے ہیں اور نہ ہی روزگار حاصل کر سکتے ہیں.ووٹ ڈالنے، ریاست کے اندر روزگار حاصل کرنے اور مستقل سکونت کا حق صرف ریاست کے باشندوں کا ہے

دانش ارشاد

کشمیر کی خصوصی حیثیت کو ختم کرنے کیلئے ہندوستان کی عدالتوں میں یکے بعد دیگرے کشمیر سے متعلق آرٹیکل 35A اور آرٹیکل 370 کو ختم کرنے کی درخواستیں دائر کی گئیں جنہیں ہندوستان کی عدالت عظمی نے سماعت کیلئے منظور کر دیا ہے اور ہندوستان کے چیف جسٹس جے ایس کھیہر کی سربراہی میں خصوصی بینچ نے آرٹیکل 370 پر مرکزی حکومت کو 4 ہفتوں کے اندر اپنا جواب داخل کرنے کی ہدایت دی۔

اسی عدالت میں پہلے ہی آرٹیکل 35-A کے خلاف دائر درخواست بھی زیر سماعت ہے۔اس دوران جب 35A اور 370 کو ختم کرنے درخواستیں زیر سماعت ہیں سپریم کورٹ نے جموں وکشمیر کے غیر مسلم باشندوں کو اقلیت کا درجہ دیئے جانے سے متعلق دائر ایک درخواست کو زیر سماعت لاتے ہوئے مرکزی حکومت کو 3 ماہ کے اندر اس بارے میں حتمی فیصلہ لینے کی ہدایت بھی دی ہے۔

اس سے قبل بھی ایسا ہوتا رہا کہ 35A اور 370 کے خلاف سپریم کورٹ آف انڈیا میں درخواستیں دائر ہوئیں تاہم اس سے قبل عدالتوں نے کبھی ان دفعات کے حوالے سے درخواستیں سماعت کیلئے منظور نہیں کیں بلکہ اسی سپریم کورٹ نے جولائی 2014 میں ایک ایسی ہی استدعا کو مسترد کرتے ہوئے درخواست گزار کو ہائی کورٹ جانے کی ہدایت کی تھی اور پھر دہلی ہائی کورٹ نے بھی درخواست کو ناقابل سماعت قرار دیا تھا۔

اب جب کہ سپریم کورٹ نے درخواستوں کو قابل سماعت قرار دیا ہے اس معاملہ کو لیکر اس وقت ریاست جموں وکشمیر کے سیاسی ،عوامی اور آئینی وقانونی حلقوں میں بحث جاری ہے اور ریاست کی جملہ قیادت میں ہلچل پائی جاتی ہے۔

ہندوستان یہ دفعات کیوں ختم کرنا چاہتا ہے اور کشمیر میں غیر مسلمانوں کو اقلیت کیوں قرار دینا چاہتا ہے اس پر بحث سے قبل مذکورہ دفعات کی اہمیت کو سامنے رکھیں تو معلوم ہوتا ہے یہ دفعات کشمیر کی خصوصی حیثیت اور کشمیر میں موجود اسٹیٹ اسجیکٹ قانون سے متعلق ہیں۔

دفعہ 370 کے تحت ریاست جموں کشمیر کو آئین ہند میں خصوصی حیثیت حاصل ہے اس کے مطابق ریاست کا دفاع، امور خارجہ اور اکنامک افیئر ہندوستان کے ذمہ ہے اس کے علاوہ ہندوستان ریاست جموں کشمیر کے کسی آئینی معاملے کو چیلنج کرنے یا ریاست کے حوالے سے قانون سازی کا مجاز نہیں ہے، ریاست نے ایک عارضی الحاق کے تحت صرف تین امور کو وقتی طور پر ہندوستان کے پارلیمنٹ کا اختیار تسلیم کیا ہے جبکہ باقی تمام اختیارات ریاست کے پاس ہیں۔

اسی طرح دفعہ 35A کے مطابق ریاست جموں کشمیر میں صرف ریاستی باشندے مستقل سکونت اختیار کرسکتے ہیں غیر ریاستی باشندے جموں کشمیر میں نہ تو جائیداد بنا سکتے ہیں نہ وہاں ووٹ دے سکتے ہیں اور نہ ہی روزگار حاصل کر سکتے ہیں۔ووٹ ڈالنے، ریاست کے اندر روزگار حاصل کرنے اور مستقل سکونت کا حق صرف ریاست کے باشندوں کا ہے۔ہندوستان کے آئین کا کشمیر سے متعلق یہ حصہ مہاراجہ کے اسٹیٹ اسجیکٹ قانون کی توثیق تھی۔یہ قانون ڈوگرہ مہاراجہ ہری سنگھ نے 1927 میں منظور کیا تھا۔یہ بھارتی آئین کی دفعہ 370 اور دفعہ 35A سے متعلق ہلکا سا تعارف ہے۔

ہندوستان یہ دفعات ایک عرصے سے ختم کرنا چاہتا ہے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ" دہلی میں مقیم کشمیری صحافی افتخار گیلانی لکھتے ہیں کہ کشمیر کے ایک معتبر لیڈر نے انہیں بتایا کہ 80 کی دہائی کے وسط میں جب وہ کانگریس کی ریاستی شاخ کے صدر تھے تو انہوں نے اس وقت کے وزیر اعلی جی ایم شاہ کی حکومت گرائی تھی جس پر بھارت کے اس وقت کے وزیر اعظم راجیو گاندھی نے انہیں دہلی بلایا اور میٹنگ ہوئی جس میں راجیو گاندھی نے کانگریس کے ورکنگ صدر ارجن سنگھ سے پوچھا کہ کشمیر میں برسر اقتدار میں آنے کی صورت میں کانگریس کی کیا ترجیحات ہونی چاہئیں اس پر سنگھ نے برجستہ کہا'' آئین کی دفعہ 370 کی تنسیخ کر دیں اور کشمیر کو بھارت میں ضم کردیں تو وہ بھارت میں امر ہو جائیں گے"۔

اسی طرح کشمیر کے 2014 کے انتخابات میں بی جے پی کے انتخابی ایجنڈے میں دفعہ 370 اور 35A کا خاتمہ سرفہرست رہا ہے۔یہ دفعہ 370 کو ختم کر کے ریاست جموں وکشمیر کی متنازع حیثیت سے ہمیشہ کے لیے چھٹکارا پا کر ریاست کا بھارت میں ضم کرنے کا خواب دیکھ رہی تھی لیکن وہ اپنے مشن ''مشن 44+'' میں کامیاب نہ ہو سکی۔تاہم وہ کشمیر کی حکومت کی اتحادی بننے میں کامیاب ہوگئی اور اپنے اس ایجنڈے پر عمل کے لیے کام شروع کیا اور کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔

موجودہ دور حکومت پر ایک نگاہ ڈالیں تو کشمیر میں آبادی کے تناسب کو تبدیل کرا اور اس کی خصوصی حیثیت ختم کرنے کیلئے جو اقدامات نظر آتے ہیں ان میں "2015 میں مفتی سعید کی سربراہی میں ریاستی کابینہ کا مرکزی حکومت کا تیار کردہ ''نیشنل فورڈ سیکورٹی ایکٹ'' (NFSA) کو ریاست جموں وکشمیر میں لاگو کرنے کو منظوری دینا (جس کا نفاذ ہو چکا ہے) پھر ''سینک کالونیاں'' تعمیر کرنے کی بات کی گئی (جو ابھی تک ممکن نہیں ہو سکا) اس کے بعد غیر ریاستی شرنارتھیوں (تقریبا 36 ہزار 384 مہاجر خاندانوں) کو اسناد فراہم کرنے کا عمل اور اب جولائی 2017 کے ابتدا میں جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد عدالت میں کشمیر کے اسٹیٹ اجیکٹ کو چیلنج کرنا'' نمایاں ہیں۔

NFSA اور GST کے نفاذ کے بعد دفعہ 370 کو پہلے سے زیادہ کمزور ہو گیا جس پر ہندوستان وزیر دفاع ارون جیٹلی نے کہا کہ'' کشمیر کا بھارت کے ساتھ تعلق مضبوط ہوگیا ہے''۔جبکہ خود وزیر اعلی محبوبہ مفتی نے کہہ دیا کہ ہم نے دیش واسیوں ''بھارت'' کو عظیم تحفہ دیا ہے''۔

حال ہی میں بھارتی پارلیمنٹ نے اعداد وشمار کے حصول کیلئے بل (Bill (Amendment) Statistics of Collection The 2017) منظور کیا جس کے تحت بھارت کو اب یہ اختیار بھی حاصل ہو گیا ہے کہ وہ جموں وکشمیر میں تمام طرح کے سروے کر کے اعداد وشمار حاصل کر سکتے ہیں۔حالانکہ دفعہ 370 کی موجودگی میں بھارت کو اس بل کا دائرہ کار ریاست تک بڑھانے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔

370 کی حالت زار پر افتخار گیلانی نے لکھا تھا کہ'' پچھلے 69 برسوں میں بھارتی حکومتوں نے آرٹیکل 370 کو اس بری طرح سے مسخ کر دیا کہ اس کا اصلی چہرہ اب نظر ہی نہیں آتا اس کی حیثیت نیکر کی جیسی ہو چکی ہے جو 35A کی شکل میں موجود ہے''۔اب اگر 35A کو منسوخ کیا گیا تو وہ'' نیکر'' بھی اتر جائے گا۔

370 کی موجودہ حالت کیلئے خود کشمیری'' سیاستکاروں'' نے اپنی عزت نفس کا خیال نہ کرتے ہوئے ان آئینی خلاف ورزیوں کے لئے راہ ہموار کی اور اس وقت بھی بی جے پی 35A اور 370 کو عدالت کے راستے ختم کروا کے کشمیریوں کی عزت نیلام کرنے اور ان کو اپنے ہی وطن میں اقلیت میں تبدیل کروانے کے لئے ایک گھناونا کھیل کھیل رہے ہیں تا کہ مسلم اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کیا جا سکے اور کشمیر کی زمینوں پر ہندوستانیوں کو آباد کیا جائے۔

اس کا ایک مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے ہندوستان کشمیر میں اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر کے یہ مطالبہ کرے کہ اب رائے شماری کروائی جائے (اس پر پاکستان کو سنجیدگی سے سوچنا چاہیے اور کشمیر کی حیثیت کو تبدیل ہونے سے بچانا چاہیے)۔

سرینگر سے ایک کالم نگار ایس پیرزادہ موجودہ صورتحال پر لکھتے ہیں کہ'' کچھ حلقوں بالخصوص آزادی پسند جماعتوں کا خیال ہے کہ کشمیر ایک متنازع خطہ ہونے کی وجہ سے دفعہ 370 کی کوئی اہمیت وافادیت نہیں ہے اور ہماری جدوجہد مسئلہ کشمیر کے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے تناظر میں حل ہونے کے لیے ہے نہ کہ دفعہ 370 اور 35A کی حفاظت ہماری ترجیحات میں شامل ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ریاست جموں وکشمیر ایک متنازع خطہ ہے اور اس مسئلہ کا حل اقوام متحدہ کی قرار دادوں میں مضمر ہے لیکن دفعہ 370 میدان جدوجہد میں کشمیریوں کے لیے ایک دفاعی لائن کی حیثیت رکھتا ہے۔ریاست کی جغرافیائی ،تہذیبی اور مذہبی شناخت و سلیت برقرار رکھنے کے لیے مسئلہ کے حل تک دفعہ 370 ایک حصار کی حیثیت رکھتا ہے،اس لیے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ہمارا ان معاملات کے ساتھ کیا تعلق ہے۔حریت نہ سہی البتہ سول سوسائٹی، دانشور اور ٹریڈ یونینوں کے لیے یہ لازمی بن جاتا ہے کہ وہ ہر اس اقدام کی مخالفت کے لیے کھلے عام سامنے آجائیں جو ریاست کی سلیت، وحدت اور خصوصی پوزیشن کو کمزور کرنے کے لیے اٹھایا جا رہا ہو''۔

اسی طرح ریاست کا ایک اخبار کشمیر عظمی اپنے اداریے میں لکھتا ہے کہ'' دفعہ 370 کا وجود بذات خود الحاق سے منسلک ہے اس کے خاتمے سے ہندوستان سے الحاق پر سوالیہ نشان لگ سکتا ہے؟''

تقریبا ایک سال قبل کشمیری صحافی افتخار گیلانی 370 کے حوالے سے لکھتے ہیں ''جموں کشمیر کا آئین دنیا کا واحد دستور ہوگا، جس میں کسی بھی صورت میں کوئی بھی اسمبلی کبھی ترمیم نہیں کر سکتی یہ پیش بندی اسلئے کی گئی ہے کہ اگر کسی وقت جمہوری طریقہ اختیار کر کے حریت یا اسی قبیل کا کوئی گروپ اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو کہیں وہ آئین کے پارٹ 2 میں ترمیم کر کے بھارت کے ساتھ ریاست کا رشتہ تنسیخ کر کے کوئی آئینی بحران نہ کھڑا کر دے''۔لیکن اب کے خاتمے کیلئے عدالت کا سہارا لیا جا رہا ہے۔

یہاں ایک سوال بھی اٹھتا ہے کہ ایک ایسا قانون جس کی ترمیم یا تنسیخ کا اختیار صرف ریاستی اسمبلی کو حاصل ہے اسے ایک عدالت ختم کرنے کا اختیار رکھتی ہے؟

تاہم اس صورتحال پر بی جے پی کے اتحاد سے بننے والی ریاست جموں وکشمیر کی وزیر اعلی محبوبہ مفتی نے ہندوستان کو خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر جموں وکشمیر سے متعلق دفعہ 370 کو تبدیل کیا گیا یا اس کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی تو ریاست میں ترنگے (بھارت کے جھنڈے) کی حفاظت کوئی نہیں کرے گا اور ایسے اقدام سے ''علیحدگی پسند'' نہیں بلکہ بھارت کو تسلیم کرنے والی قوتیں (ہند نواز جماعتیں) کمزور ہوں گی اور پھر دفعہ 35A کو سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے کے بعد پیدا ہونے والے سیاسی بحران پر حزب مخالف کے سیاستدانوں ڈاکٹر فاروق عبداللہ اور دیگر لیڈروں سے ملیں جنہوں نے واضح کیا کہ اس قانون کی منسوخی کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔حریت جماعتوں نے بھی اس بار روایت سے ہٹ کر مذکورہ قانون کو حذف کرنے تناظر میں یک روزہ کال کا اعلان کیا جس کا اچھا خاصا اثر دیکھنے کو ملا۔

وزیر اعلی کا یہ بیان ہندوستان کیلئے نوشتہ دیوار ہونے کے ساتھ کشمیریوں کو ایک نئی راہ بھی دکھاتا ہے۔اس صورت حال میں جب کئی اطراف سے کشمیر کی خصوصی حیثیت کو خطرات لاحق ہیں کشمیر کی سیاسی قیادت بشمول حریت کانفرنس اور انتخابی سیاست کرنے والی تمام جماعتوں کا اس معاملے پر یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ریاست کی خصوصی حیثیت کو بچانے میں کردار ادا کریں کیونکہ اگر دفعہ 35 کو کالعدم قرار دیا گیا تو پھر کشمیر'' ریاست'' نہ رہے گی۔(بشکریہ آئی بی سی اردو)

ولایت ٹائمز
WILAYAT TIMES
www.wilayattimes.com

14th August 2016
to 20th August 2016

شہر سرینگر کے اکثر علاقوں میں سورج غروب ہوتے ہی کتوں کا راج نافذ

آوارہ کتے جھنڈوں کے حساب سے آزادانہ طور پر گھوم پھیر رہے ہیں لوگ خوف میں مبتلا

سرینگر/شہر سرینگر میں کتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر لوگوں نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آئے دن آوارہ کتے لوگوں کو اپنے حملوں کا نشانہ بنا رہے ہیں جس کی وجہ سے اسکول جانے والے طلبہ وطالبات کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ متعلقہ محکمہ کی غیر سنجیدگی کے باعث آوارہ کتوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اگر صورتحال پر قابو نہیں پایا گیا تو لوگ سڑکوں پر آنے کیلئے مجبور ہوجائینگے۔ کرنٹ نیوز آف انڈیا کے مطابق شہر سرینگر کے اکثر و بیشتر علاقوں میں آوارہ کتوں نے لوگوں کا چلنا پھرنا ناممکن بنا دیا ہے، گلی کوچوں، چوراہوں پر آوارہ کتوں نے ڈیرہ جما دیا ہے جس کی وجہ سے طلبہ وطالبات کے ساتھ ساتھ عام لوگوں کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ایک سال پہلے انتظامیہ نے آوارہ کتوں کی تعداد کو گھٹانے کے سلسلے میں ان کی نسبندی کرنے کا فیصلہ کیا تاہم نسبندی کی آڑ میں کتوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے

اور آئے دن بچے، بزرگوں اور راہگیروں کو آوارہ کتے اپنے حملوں کا نشانہ بنا رہے ہیں جس کی وجہ سے اب لوگ اپنے گھروں سے باہر آنے میں بھی خوف محسوس کر رہے ہیں۔ صورتحال کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ نماز مغرب اور نماز عشاء مسجدوں میں ادا کرنے میں بھی اب لوگ خوف محسوس کر رہے ہیں سورج غروب ہونے کے ساتھ شہر سرینگر کے اکثر و بیشتر علاقوں میں آوارہ کتے جھنڈوں کے حساب سے شاہراؤں پر گھوم پھیر رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ عام لوگوں پر حملہ آور ہوکر ان کی چیر پھاڑ کرنے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کر رہے ہیں۔ عوامی حلقوں نے انتظامیہ کی اس بے حسی پر شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آوارہ کتوں کو ٹھکانے لگانے کیلئے کارگر اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے اور اگر اس صورتحال پر فوری طور پر قابو نہیں پایا گیا تو لوگ سڑکوں پر آنے کیلئے مجبور ہوجائینگے جس کی ذمہ داری متعلقہ محکمہ پر عائد ہوگی۔

A-35 کا سپریم کورٹ میں دفاع نہ کرنا ہندوستانی آئین کی توہین/ انجینئر رشید

سرینگر/ریاست کو حاصل ہونے والے خصوصی درجہ کی دفعہA-35 کی متوقع منسوخی کے خلاف پوری ریاست میں مکمل ہڑتال کو نئی دلی کیلئے چشم کشا قرار دیتے ہوئے اے آئی پی سربراہ اور ایم ایل اے لنگیٹ انجینئر رشید نے لوگوں سے کہا ہے کہ وہ نئی دلی کے ناپاک منصوبوں کو ناکام بنانے کیلئے مزید اور سخت جدوجہد کیلئے تیار رہیں۔ سی این آئی کو ارسال اپنے ایک بیان میں انجینئر رشید نے کہا ''ریاست کے لوگوں نے ایک بار پھر ثابت کر کے دکھا دیا کہ وہ اپنے حقوق کے تحفظ کیلئے بالکل ایک ہیں لیکن بدقسمتی سے لیڈر شپ ابھی لوگوں کی توقعات پر کھرا اترنے میں ناکام رہی ہے۔ لیڈر شپ کو چاہئے کہ وہ ہٹ دھرمی اور ذاتی مفادات ایک طرف چھوڑ کر اپنے عوام کے حقوق کا تحفظ کرے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک طرف محبوبہ مفتی کے بقول وزیر اعظم نریندر مودی نے انہیں یقین دلایا کہ A-35 اور دیگر ایسی ہی دفعات کے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی جائے گی لیکن دوسری طرف مرکزی سرکار نے سپریم کورٹ میں دفعہA-35 کے دفاع نہ کرنے کا فیصلہ لیا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نریندر مودی کی محبوبہ مفتی کو دی جانے والی یقین دہانی ایک بھونڈا مذاق ہے۔

نریندر مودی اور اُن کی سرکار کو جاننا چاہئے کہ دفعہA-35 ہندوستانی آئین کی دفعہ ہے اور اگر خود نئی دلی ہندوستانی آئین کے دفاع کیلئے سامنے نہیں آرہی ہے تو موجودہ سرکار کے خلاف آئین کی پاسداری نہ کرنے کے جرم میں غداری کا مقدمہ چلنا چاہئے۔ ہندوستان کے آئین کا تحفظ کرنا خود ہندوستانی سرکار کی اولین ذمہ داری ہے اور اگر ہندوستان کے آئین کی دفعہA-35 کو سپریم کورٹ کے رحم وکرم پر چھوڑا جائے گا تو ایسا ہندوستانی آئین کی بہت بڑی توہین ہوگی''۔ انجینئر رشید نے کہا کہ اگر نریندر مودی اور اُن کی سرکار خود ہندوستان کے آئین کی دفعہ A-35 یا دفعہ370 میں یقین نہیں رکھتی ہے تو اُسے یہ کوئی حق نہیں بنتا کہ وہ کشمیریوں کو ہندوستانی آئین کے اندر مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے کوئی فارمولہ پیش کرے۔

دفعہ(A)35 کیخلاف سازشوں میں بھاجپا کو محبوبہ مفتی کا مکمل اشتراک/نیشنل کانفرنس

سرینگر/نیشنل کانفرنس نے کہا ہے کہ پی ڈی پی وزیر اعلیٰ محبوبہ مفتی دفعہ35A اور خصوصی پوزیشن کے خاتمے کی سازشوں میں بھاجپا، آر ایس ایس اور دیگر بھگوا جماعتوں کے ساتھ مکمل اشتراک میں ہے۔ سی این آئی کے مطابق پارٹی کے جنرل سکریٹری علی محمد ساگر اور صدر صوبہ کشمیر ناصر اسلم وانی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ محبوبہ مفتی کا وزیر اعظم کی طرف سے ''یقین دہانی'' کا کھوکھلا دعوے اُس وقت سفید جھوٹ ثابت ہوا جب بھاجپا کے سینئر لیڈران نے آن ریکارڈ اس بات کا برملا اظہار کیا کہ دفعہ 35A اور دفعہ370 کا خاتمہ پارٹی کا بنیادی ایجنڈا ہے اور اس سے متعلق پارٹی کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں لائی گئی ہے۔ محبوبہ مفتی کی وزیر اعظم کے ساتھ ملاقات کے چند گھنٹوں کے بعد ہی بھاجپا کے لیڈران نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ دفعہ370 اور دفعہ35A کے خاتمے کیلئے سرگرمیاں جاری ہیں اور آگے بھی رہیں گی۔ بھاجپا کے لیڈران کے ان ریمارکس سے نہ صرف وزیر اعظم سے ملاقات کے بعد محبوبہ مفتی کا دیا ہوا بیان جھوٹا ثابت ہوا ہے بلکہ اُس کم از کم مشترکہ پروگرام (ایجنڈا آف الائنس) کی بھی قلعی کھل کر رہ گئی ہے جس کے مطابق کشمیریوں کو پی ڈی پی نے یہ بھروسہ دلایا تھا کہ بھاجپا کیساتھ دفعہ370 پر جوں کی توں پوزیشن کا معاہدہ ہوا ہے۔ لیڈران نے کہا کہ پی ڈی پی حکومت کو ریاست کی خصوصی پوزیشن میں آئینی ترمیم کیلئے ایک سیاسی ہتھیار کے بطور استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ محبوبہ مفتی اور پی ڈی پی ہی ہے جنہوں نے دفعہ35A پر حملے کی گنجائش پیدا کی۔ پی ڈی پی کے ایجنڈا آف الائنس کو بھاجپا نے کوڑے دان میں پھینک دیا ہے۔ بھاجپا ہر اُس وعدے سے مکر گئی ہے جو پی ڈی پی والوں نے اُن کے ساتھ اتحاد کرتے وقت لوگوں کیساتھ کئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ایجنڈا آف الائنس اب ایک بھونڈا مذاق بن کر رہ گیا ہے اور محبوبہ مفتی کی طرف سے آج بھی اس بے معنی معاہدہ کی باتیں کرنا اس سے بھی بڑا مذاق ہے۔ این سی لیڈران نے کہا کہ پی ڈی پی حکومت اُس وقت تک کیا کر رہی تھی جب تک بھارت کے اٹارنی جنرل نے دفعہ35A کیخلاف دائر عرضی کا تحریری جواب نہیں دیا۔ اگر پی ڈی پی اور بھاجپا کے درمیان ایجنڈا آف الائنس کے تحت ریاست کی خصوصی پوزیشن پر جوں کی توں پوزیشن کا معاہدہ ہوا ہے تو مرکزی بھاجپا سرکار نے سپریم کورٹ میں اس عرضی کیخلاف تحریری جواب کیوں نہیں دیا۔ اس کے برعکس اٹارنی جنرل نے کہا کہ مرکزی حکومت اس معاملے میں وسیع مباحثہ کے حق میں تھی۔ جس سے پی ڈی پی کی تمام لیڈر اور اس جماعت کی پول کھل کر گئی ہے۔ لیڈران نے محبوبہ مفتی سے کہا کہ وہ ریاستی عوام کو گمراہ کرنا بند کر کے ریاست کی خصوصی پوزیشن اور پہچان کے خاتمے میں اپنے اور اپنی پارٹی کے رول کا خلاصہ کریں۔ دونوں لیڈران نے کہا کہ پی ڈی پی اور بھاجپا حکومت کی طرف سے ریاست کی خصوصی پوزیشن کو ختم کرنے کے حربوں کیخلاف نیشنل کانفرنس ریاست کے طول وعرض میں احتجاج کرنے سے گریز نہیں کریگی اور یہ جماعت ریاست کی وحدت، پہنچان اور انفرادیت کے دفاع کیلئے کسی بھی حد تک جاسکتی ہے۔

ریاست کی خصوصی پوزیشن کی حفاظت کیلئے ہمیں متحد ہونے کی ضرورت ہے/میرواعظ

سرینگر/میرواعظ عمر فاروق نے ''خصوصی پوزیشن مخالف مہم جوئی کو منصوبہ بند سازش'' سے تعبیر کرتے ہوئے خبردار کیا کہ آرٹیکل 35-A کو ہٹانے کا مقصد جموں وکشمیر کے مسلم اکثریتی کردار کو ختم کرنا ہے۔ انہوں نے مین اسٹریم لیڈروں کو ملکر اُٹھ کھڑا ہونے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ خصوصی پوزیشن کو نقصان پہنچانے کی کوششوں کو ناکام بنانا علاقائی ہندنواز جماعتوں کی ذمہ داری ہے۔ کشمیر نیوز سروس کو موصولہ بیان کے مطابق حریت کانفرنس (ع) کے چیرمین میرواعظ محمد عمر فاروق جو مسلسل خانہ نظر بند ہیں اور جنہیں آج پھر نماز جمعہ پر تاریخی جامع مسجد سرینگر میں نماز ادا کرنے اور وعظ وتبلیغ سے روکا گیا، نے کہا ہے کہ ریاست پر جی ایس ٹی جس کے ذریعے ریاست کی مالی خوداختیاری کو ختم کیا گیا ہے کے بعد بی جے پی اور آر ایس ایس آئین کی دفعہA-35 کو ہندوستان کے سپریم کورٹ کے ذریعے ریاست جموں کشمیر کی خصوصی پوزیشن کو مکمل طور ختم کرنے کے درپے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دفعہ مذکور کے تحت کوئی بھی غیر ریاستی باشندہ ریاست کا مستقل باشندہ بنے، یہاں غیر منقولہ جائیداد جیسے زمین مکان وغیرہ خریدنے، یہاں سرکاری نوکری پانے یا یہاں کی اسمبلی کیلئے ووٹ دینے کا حقدار نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ میں اس دفعہ کو چیلنج کرنے کا مقصد ریاست کی اس خصوصی پوزیشن میں تبدیلی لاکر یہاں پر غیر ریاستی باشندوں کو مستقل طور بسا کر یہاں آبادی کے تناسب کو مستقل طور تبدیل کرنا ہے۔ میرواعظ نے کہا کہ اس کا مقصد یہاں کی 75فیصد مسلم اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر کے ریاست کی متنازعہ حیثیت کو متاثر کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب ایک باضابطہ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا جارہا ہے اور یہ آر ایس ایس، بی جے پی سرکار کا مسئلہ کشمیر کے 'مکمل حل' کا طریقہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک سنجیدہ اور نازک مسئلہ ہے اور ہندنواز مقامی سیاسی جماعتوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس طرح کے منصوبوں کو روک کر ریاست کی خصوصی پوزیشن کو نقصان پہنچانے کی کوششوں کو ہر قیمت پر ناکام بنانے میں اپنا رول ادا کریں۔

یمنی سید حسین بدر الدین الحوثی کون تھے؟

> سید بدر الدین الحوثی ایک مستقل شخصیت کا نام ہے۔ ان کے نظریات کا عالم اسلام کے کسی اور خطے میں پایا جانا کوئی اچھنبے کی بات نہیں۔ ہر وہ قوم اور شخص جو پیغام قرآن کو اس کے حقیقی معنی میں پڑھے گا اور اس پر عمل کرے گی، اس کے نظریات ویسے ہی ہوں گے جیسے سید حسین بدر الدین الحوثی کے تھے۔

تعارف: سید حسین بدرالدین الحوثی یمنی محور مقاومت، ''انصاراللہ'' کے بانی ہیں۔

پیدائش: ماہ شعبان 1379ھ بمطابق 1959ء

مقام پیدائش: یمنی صوبہ صعدہ کا علاقہ الرویس۔

وفات: سال 2004ء میں صوبہ صعدہ یمن میں شہید ہوئے۔

والد کا نام: سید بدرالدین بن امیرالدین الحوثی

بھائیوں کے نام: عبدالملک بن بدرالدین الحوثی (انصااللہ کے حالیہ قائد)، یحیٰی بن بدرالدین الحوثی۔

عملی زندگی:

تعلیم: سید حسین بدرالدین الحوثی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد بدرالدین الحوثی اور دیگر علماء دین کے ہاتھوں ہوئی جبکہ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کیلئے سید حسین بدر الدین الحوثی کو صعدہ کے ایک سکول میں داخل کیا گیا۔ انٹرمیڈیٹ مکمل کرنے کے بعد سید حسین بدرالدین الحوثی نے صنعاء یونیورسٹی کی شریعت کالج میں داخلہ لیا جہاں سے انہوں نے بیچلر کی سند حاصل کی۔

بیرون یمن: سید حسین بدرالحوثی نے بہت سے عرب اور اسلامی ممالک میں وقت گزارا ہے جن میں ایران، لبنان اور سوڈان قابل ذکر ہیں جہاں اُنہوں نے اسکا کرش پرام درمان یونیورسٹی سے ماسٹر کی سند حاصل کرنے گئے تھے۔

1987ء: سید حسین بدرالدین الحوثی صعدہ خمیس مران نامی سکول میں ٹیچر کے فرائض کے انجام دینا شروع کیا۔

1993ء: سید حسین بدرالدین الحوثی سیاست میں قدم رکھتے ہوئے صعدہ کی نشست سے یمنی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوتے ہیں اُس وقت وہ یمن کی (الحق) پارٹی کے رکن ہوا کرتے تھے جسے انہوں نے دیگر ساتھیوں کیساتھ ملکر تشکیل دیا تھا۔

1997ء: سید حسین بدرالدین الحوثی انتخابات میں حصہ نہیں لیتے جبکہ ان کے بھائی یحییٰ بدرالدین الحوثی انتخابات میں ''عوام کانفرنس'' پارٹی کے ٹکٹ پر کامیاب ہوتے ہوئے رکن پارلیمنٹ بن جاتے ہیں۔ اسی دوران سید حسین بدر الدین الحوثی ''الشباب المومن'' (بعد میں انصاراللہ) نامی تحریک کی بنیاد رکھتے ہیں اور اپنے علاقے میں اسلامی ثقافت وتعلیم کو پھیلانے اور معاشرے کی اصلاح کا کام شروع کردیتے ہیں۔

سید حسین بدرالدین الحوثی شروع سے ہی استعماری طاقتوں اور ان طاقتوں کے اتحادی مسلم اور عرب حکمرانوں کے مخالف تھے اور ہمیشہ سے ان حکمرانوں کو امریکہ، اسرائیل اور یورپی ممالک سے بچنے کیلئے نصیحت کرتے رہتے تھے۔ سید حسین بدرالدین الحوثی اور اس وقت کے یمنی صدر علی عبداللہ صالح کے درمیان کافی کشیدگی پائی جاتی تھی جس وجہ صالح کا امریکہ اور سعودی عرب کے طرف جھکاؤ تھا۔ سید حسین بدرالدین الحوثی کی آواز حق کو دبانے کیلئے یمنی افواج نے متعدد بار حوثیوں کے خلاف جنگیں کیں۔

سید حسین بدرالدین الحوثی عالم اسلام کی تاریخ اور اس کے مسائل کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے، وہ عالم اسلام کے مسائل اور یمن کے داخلی مسائل سب سے واقف تھے۔ ان کا خطاب قرآن کی آیات پر مشتمل ہوتا تھا۔ وہ آیات قرآنی کو عالم اسلام کے موجودہ حالات سے مطابقت دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہمارے مسائل کا حل قرآن پڑھنے میں نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے میں ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر یہ قرآن چودہ سو سال پہلے کے عرب معاشرے کے اندر حرکت پیدا کرسکتا ہے تو ہمارے اندر یہ حرکت کیوں پیدا نہیں کرتا۔ ہمیں اپنے دشمن کا درست اندازہ لگانے کی ضرورت ہے۔ وہ اپنے خطابات میں صہیونی ریاست اور اس کے منصوبوں کی جانب بار بار اشارہ کرتے تھے اور بتاتے تھے کہ قرآن کریم ہمیں یہود سے کیسا رویہ رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ وہ عرب حکمرانوں کو بھی کہتے تھے کہ قرآن تمہیں جس چیز سے منع کرتا ہے، تم عملی طور پر وہی کام کررہے ہو۔

نوجوانوں سے مخاطب ہوکر کہتے تھیکہ امام حسینؑ فرماتے تھے کہ ''ذلت ہم سے دور ہے۔'' آج یمن کے ہر جوان کی زبان پر یہ نعرہ گونجتا ہے کہ **ھیھات من الذلہ** یمنی نوجوان جب یہ نعرہ بلند کرتا ہے تو وہ اس کا گہرا ادراک رکھتا ہے۔ اس نے اپنے قائد کو اس راہ میں جان قربان کرتے دیکھا ہے۔ انصاراللہ سید حسین بدر الدین الحوثی کے تیار کردہ نوجوانوں کی تحریک ہے، جن کے ذہن فکر قرآنی سے منور ہیں۔ سید کے جملے آج لوگوں کی زبانوں پر ہیں اور عالم اسلام میں ہونے والے واقعات اور ان میں مغرب کی دخالت سید کے جملوں پر دلیل ہے۔ یمن کے نوجوان جب لیبیا، شام، عراق، افغانستان، مصر، تیونس کے حالات کو دیکھتے ہیں تو انھیں سید حسین بدرالدین کے الفاظ یاد آتے ہیں کہ سید فرماتے تھے، اصل ارباب یا دہشتگرد یہ ہیں، جنھوں نے پوری دنیا میں آگ لگائی ہوئی ہے۔ یہ منبع ارباب ہیں، یہ منبع فساد ہیں، انھوں نے اللہ کی مخلوق پر ظلم کیا ہے۔ انھوں نے ان کی معیشت، سیاست، اخلاق اور کردار کو تباہ کیا ہے۔ عربوں کو امت قرآن ہونے کے ناطے ان کے خلاف قیام کرنا ہے۔

سید حسین بدرالدین الحوثی ایک مستقل شخصیت کا نام ہے۔ سید حسین کے نظریات کا عالم اسلام کے کسی اور خطے میں پایا جانا کوئی اچھنبے کی بات نہیں۔ ہر وہ قوم اور شخص جو پیغام قرآن کو اس کے حقیقی معنی میں پڑھے گا اور اس پر عمل کرے گی، اس کے نظریات ویسے ہی ہوں گے جیسے سید حسین بدر الدین الحوثی کے تھے۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ کون پہلے تھا اور کون بعد میں۔ سید حسین بدرالدین الحوثی کا پیغام آج یمن میں گونج رہا ہے۔ علی عبداللہ صالح کی استبدادی حکومت کے خاتمے کے بعد آج کا یمن ایک آزاد اور خودمختار عرب ریاست کی جانب گامزن ہے۔ جہاں تک فرقہ وارنہ جنگ کا سوال ہے تو یہ نظریہ ایک مخصوص فکری وابستگی کے سوا کچھ نہیں۔

سید حسین بدرالدین الحوثی اور ان کی تنظیم انصاراللہ اگر شیعہ ہے، جوکہ نہیں ہے، تو علی عبداللہ صالح کونسا سنی تھا۔ ان دونوں کا فقہی اور عقیدتی مسلک ایک ہی تھا، تاہم ان کی افکار مختلف تھیں۔ سعودیہ کے حاکم علی عبداللہ صالح کے سب سے بڑے حامی تھے اور سید حسین بدرالدین الحوثی کے سب سے بڑے مخالف۔ حماس کا مسلک مالکی ہے، اگر یہ مسلکی جنگ ہے تو ایران کو کبھی بھی غیر مسلک کا ساتھ نہیں دینا چاہیے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ سعودیہ حماس کو دہشت گرد کہتا ہے اور ایران اس کی مدد کرتا ہے۔ سوڈان اور الجزائر کی تحریکیں شیعہ تحریکیں نہ تھیں، اس کے باوجود ان تحریکوں کو عرب حکمرانوں کی جانب سے مخالفت کا سامنا ہوا جبکہ ایران نے ان تحریکوں کی حمایت کی۔ دور کیوں جاتے ہیں مصر میں اخوان کی حکومت شیعہ حکومت نہ تھی، اس کے باوجود سعودیہ اور دیگر عرب حکمرانوں نے اس کے خاتمے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا جبکہ ایران اس کا حامی تھا۔ مسئلہ اگر شیعہ سنی کا ہی تھا تو سعودیہ موجودہ ایرانی حکومت کی طرح شاہ ایران کی بھی مخالفت کرتا اور اس کے خلاف بھی اعلان جنگ کرتا۔ لہٰذا مسئلہ شیعہ سنی کا نہیں بلکہ حق و باطل کا ہے۔ اگر ہم عالم اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان مسائل کو عینکیں اتار کر دیکھنا ہوگا۔

2004ء: سید حسین بدرالدین الحوثی نے مرگ بر امریکہ، مرگ بر اسرائیل اور اسرائیل پر لعنت کا نعرہ لگایا جس کے ساتھ حوثیوں اور سکیورٹی فورس کے درمیان کشیدگی بڑھتی گئی اور خون ریزی میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور بالآخر سید حسین بدر الدین الحوثی کی یمنی افواج کے ہاتھوں شہادت واقع ہوجاتی ہے اور یمنی افواج ان کا جسد خاکی اپنے قبضے میں لے لیتی ہے۔ سید حسین بدرالدین الحوثی کی شہادت کے بعد ان کے چھوٹے بھائی سید عبدالملک بدرالدین الحوثی ان کی جگہ لیتے ہوئے جدوجہد جاری رکھتے ہیں۔

2013ء: یمنی حکومت باقاعدہ طور پر اس بات کا اعتراف کرتی ہے کہ حوثیوں کے خلاف علی عبداللہ صالح کے دور میں ہونے والی جنگیں ظالمانہ تھیں۔ یہی نہیں بلکہ یمنی حکومت حوثیوں سے معذرت کرتے ہوئے سید حسین بدرالدین الحوثی کا جسد خاکی حوثیوں کے حوالے کردیتی ہے۔ **(ولایت ٹائمز ڈاٹ کام)**

Article 35A: and the state's Autonomy is in larger debate;

Accession to the Indian Union and its special status are two sides of same coin and if there is a debate on the Article, you will have to debate the accession itself:By Mohammad Iqbal Mir

The 1927 Hereditary State Subject Order granted to the state subjects the right to government office as well as the ownership of land, which were not available to non-state subjects. It must be noted that the Princely states were "state subjects", not British colonial subjects. The accession of Jammu and Kashmir to the Indian Union on 26 October 1947, Maharaja ceded subjects were merely defense, external affairs and communications to the Union. The Article 370 of the Constitution of India and the concomitant Constitutional Order of 1950 formalized this relationship continued and culminating in the 1952 Delhi Agreement, whereby both the state and union agreed that the extension of Indian citizenship to all the residents of the state. The Article 35A was inserted into the Indian constitution which empowered the State legislature to define the privileges of the PR (Permanent Resident). Under this Article, state laws have barred non-residents to right to acquisition of land and property, right to obtain job within the state government or right to join any professional college run by state government or get any kind of government aid out of the government to the non-residents.

Article 35A of the Indian Constitution is an article that enables the Jammu and Kashmir state's legislature to define the PR of the state and endorsing with special rights and privileges. It is added to the Constitution through a Presidential Order. Bakshi Ghulam Mohammad of the Jammu and Kashmir National Conference was the Prime Minister of Jammu and Kashmir at the time of the 1954 Presidential order. The J&K constitution, which was adopted on November 17, 1956, defined a Permanent Resident as a person who was a state subject on May 14, 1954, or who has been a resident of the state for 10 years, and has lawfully acquired immovable property in the state. Thus, The J&K legislature can only alter the definition of PR through a law passed by a two-thirds majority. The Constitution (Application to Jammu and Kashmir) Order, 1954 issued by the President of India, in exercise of the powers conferred by clause (1) of Article 370 of the Constitution, with the concurrence of the Government of the State of Jammu and Kashmir.

What is the issue that, most recently Charu Wali Khan and in 2014, an NGO We the Citizens and filled a writ petition seeking the striking down of Article 35A. The J&K Government responded by filling a counter-affidavit and sought dismissal of the petition. Attorney General K.K Venugopal has welcomed the debate on Article 35A, and told the bench of Chief Justice J S Khehar and Justice D Y Chandrachud that the petition against Article 35A raised "very sensitive" questions that required a "larger debate". After which the court referd the matter to a three-judge bench and set six weeks for final disposal. The J&K Government's position is seen as unsupported by the mainstream. It is probably, the reflection of opposite ideologies the coalition possess.

BJP led by RSS aims to alter the demography of the state by bringing and incentivizing the outsiders to settle down there, as it is one of the BJP manifesto to "land at cheap rates for establishment of Sainik Colonies in major towns" for retired soldiers. The leaders of Jammu the region, where the grip is in the hands of BJP very firmly and they are quite supportive to its stand indeed which is huge fatal for the unification of the state. They have sought the repeal of Article 35A, saying that, it encourages the separate identity. This criticism by BJP as a provision that encourages alienation, deepens the concept of a separate identity and creates a political gap between J&K and the rest of India. One can easily observe the eruption of distortion and fragmentation in Kashmir. Article 35A, its first impact will be felt in Jammu where immigrants find a better feasibility comparison to Kashmir and the recent example is the immigrants from Rohingya, Myanmar has settled in the region. Article 35A is a constitutional mistake. It was incorporated through a presidential order and not through the parliamentary process, claimed Surinder Amabardar, BJP MLC from the state.

Nehru has once said, in his statement to the Lok Sabha on the Delhi agreement, likely the question will arise why full citizenship applies there. Since the time of Maharaja, there had been laws preventing any person from outside Kashmir from acquiring or holding land in Kashmir. Maharaja was much afraid of a large number of Englishmen coming for settling down there, because of the delectable climate. Maharaja stuck to this that outsiders should not be allowed to acquire property there and that continues.

Very rightly the National Conference leader and former chief minister Omer Abdullah said the states accession to the Indian Union and its special status are "two sides of same coin" and "if there is a debate on (the legality) of the Article, you will have to debate the accession itself." All the opposition parties are being invited by the chief Minister Mehboba Mufti to come together in order to save the autonomy and special status of the state. The Valley remains in target and development along with progressive prosperity has been bypassed, which the mainstream has been talk about. The valley has development deficit, peace of mind is forgotten, blood is flowing on the streets which has flooding the valley, the collation has done nothing to bring the peace of mind back but used humbug to deepen alienation and strengthen the gap. Nyctophilia is threatening, lacuna is observed by everyone and Responsibility is being unshouldered. The coalition has atychiphobia, the fear of failure. Separation of identity is the excuse to the autonomy of the state. The more provocation eases the militant organizations to attract the new entrants in huge and arrest the attention of the oppressed in their favor. This is not the way forward even the unwise will discard it. If the center is really fancy to generate the cooperation and make prosperity possible, then the expertise is the need of an hour.

Author hails from Budgam Kashmir is Pursuing Masters in Sociology at Jamia Milla Islamia New-Delhi and can be reached at miriqbalmir7@gmail.com

Printer,Publisher & Owner:Waseem Raja;Editor in Chief:Waseem Raja;Asst.Editor:M.Afzal Bhat;
R.N.I No:JKBIL/2015/63427; Published From:Maisuma Bazar,Gaw Kadal Srinagar Kashmir 190001 (J&K)
Admn.Office:Natipora Srinagar Kashmir,Printed at:KT printing press Ragreth Srinagar,
Contact:+91-9419001884;Email:editorwilayattimes@gmail.com;Website:www.wilayattimes.com

2nd Year of Publication

Srinagar

WILAYAT Weekly TIMES

علم مسلم کامل از سوز دل است
معنی اسلام ترک آفل است

مومن کا علم تو دل کے سوز سے درجہ کمال پر ہوتا ہے۔ اسلام کے معنی غروب کرجانے والوں سے دور رہنے یا انہیں ترک کردینے کے ہیں

The Muslim`s knowledge is perfected by spiritual fervour, The meaning of Islam is Renounce what shall pass way.

Vol:03 | Issue:18 | Pages:08 | 14th to 20th August 2017 | Rs.5/-

Why did they have to shoot him?

Ex-army man in Kashmir mourns teenage son slain by security force

Rayan Naqash

In a brief afternoon operation by the security forces on August 9, three militants were killed in Tral area of south Kashmir's Pulwama district. The militants were reportedly part of the newly-formed Ansar Ghazwat ul Hind, affiliated to the al Qaeda. But a fourth person was also killed that afternoon, 16-year-old Mohammad Yunus Sheikh of Soimoh village in Tral.

"Post encounter, a huge mob pelted stones upon a [security forces'] camp," the police said in a press statement. In the "law and order situation" that ensued, it added, "one person sustained pellet injuries and later on succumbed to his injuries".

'Fauji kid

Sheikh was a Class 10 student. His family says the killing took place at least six kilometres away from the site of the encounter.Soimoh village is in mourning. On Friday, a tent was pitched outside Sheikh's house for mourners. On the compound gate, some youth from the neighbourhood had pasted a message on a piece of paper. "May Allah accept your martyrdom," the message read in Urdu. It signed off with: "What do we want? Freedom."

The entrance to the house has two name plates, both prominently statingthat the owner is a retired Naib Subedar of the Indian Army. Sheikh's father, Mohammad Yusuf, sat with his relatives in a guest room furnished with a carpet and a single cushion. A wall clock presented by the Army, commemorating the Kargil War, stood out. A memento from the Jammu and Kashmir Light Infantry laid in a showcase and pictures of Mohammad Yusuf in fatigues brandishing his service weapons were turned away from gaze.

Mohammad Yusuf served in the Army for 26 years, with multiple postings in the Valley. He claimed to have served in the Kargil War as well. "He was a fauji kid, how would he be involved? He didn't know stone pelting," Mohammad Yusuf, now a security guard at a local bank, said of his son. A few moments later, however, he added: "Every child who grows up here has it in him. Even I say that. If we don't say we want Azadi, who will let us stay here?"

According to Mohammad Yusuf, Sheikh had lunch with his family on Wednesday and left home by 2 pm without saying where he was going. "A day before, he had been insisting to go to his aunt's home," he recalled. "He has cousins his age there whom he was very attached to." Sheikh did not pay heed to his father's concern that the situation outside was tense.

Sheikh's cousin Asif Hussain said the killing was the first in the area. Mohammad Yusuf said the village had seen peace even during the peak of the militancy in the 1990s. The only recent turbulence had occurred when Sabzar Ahmad Bhat, a top commander of the Hizb-ul-Mujahideen, was killed near Soimoh on May 28.

Bhat hailed from Rathsuna, which has almost merged with Soimoh as both villages have expanded in recent years. On Friday, Soimoh was calm, and its streets deserted. A green banner hung over the street, pasted with pictures of young Sheikh. A picture of his dead body was placed next to Bhat's, commemorating the two "martyrs".

Why kill?

Sheikh's relatives said he was not only hit by pellets but also "targeted". Hussain said Sheikh's body bore pellet wounds in the chest and two bullets, in his chest and thigh. Police officials, however, deny Sheikh was hit by bullets. "Even if he was pelting stones, is this what you do to a young child?" Hussain asked. "Is this what he [Sheikh's father] deserved for serving the nation for 26 years?"

Mohammad Yusuf said the killing of his son was an "injustice" that could have been avoided. "They [security forces] should have nabbed him and called me," he said. "Why did they have to shoot him with pellets?. He was just 16. How far could he have run if they tried to catch him?"

"The Army would never do this," Mohammad Yusuf added, blaming other security forces. "I have been part of the Army for so many years. The Army would resort to aerial firing to disperse a mob. They don't shoot directly."

Mohammad Yusuf complained that the Army camp situated nearby has "ignored" him. Once, he said, the commanding officer of the camp had helped bring back his eldest son, who is 19 years old and mentally disturbed. The officer had spotted him wandering away from the village. But after the death of his younger son, he added, the Army has not bothered to even offer condolences. "They didn't even make a phone call," he said.

Aqib Bhat, another cousin of Sheikh who was sitting in the room with Mohammad Yusuf, added: "They are hifazati amla [security forces] only in name. In reality, they are the ones spreading terror in Kashmir."

(Via scroll.in)

Round Table Conference discuss Article 35-A,Call for Unity among people

Srinagar:A Round Table Conference was organized by AIP led by Er. Rasheed and was attended by people from all walks of life of J&K to discuss the sensitive issue of Article 35-A and measures to defend it. After thorough day long discussion and debate on the issue of Article 35-A the following resolutions and consensus were unanimously passed and reached to ensure that the Article is protected in letter and spirit for the larger interest of people of state:- "We as state subjects of Jammu & Kashmir state irrespective of our political beliefs, religious beliefs and geographical positions stand united to defend existence of Article 35-A by engaging services of constitutional law experts, lawyers and academicians both local and international in order to oppose the petition seeking abrogation of the Article 35-A".Let the ruling alliance and opposition leaders of the State assembly convene a special session of J&K Assembly and pass a resolution in defense of Article 35-A and Article 370.A coordination committee comprising G N Shaheen, Shakeel Qalandar, Mufti Nasir-ul-Islam, Dr. Muzaffar Shah and Advocate Javid Mir was constituted which will coordinate between all the stake holders for protection of article 35-A and all the issues related to it.A letter of request will be send to all the political parties to make their respective stand public over the issue and seek their co-operation in protecting the said article.An appeal was made to the General Masses of India to understand the seriousness of the matter and not get mislead by the intentions of RSS, whose only aim is to bulldoze the special rights of J&K state is enjoying. The day long round table authorized the five member committee to coordinate with various social, political, cultural and religious organizations for a better coordination between various forces to deal with the issue. It was also decided to approach the masses, intellectuals, traders and various organizations in Jammu & Ladakh regions so as to make everybody understand the significance of Article 35-A which is like a life line and back bone for the larger interests of people of all the three regions.